

محمد ایوب قادری

میوات میں اصلاح و دعوت کا ابتدائی دور

مغل متاخرین کے زمانے میں انتظام حکومت میں ابتری پیدا ہو گئی۔ سیاسی بد نظمی سے دوسرے شعبے بھی متاثر ہوئے مگر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مذہبی، علمی اور تہذیبی خدمات کے لیے شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا خاندان پیدا کر دیا۔ چنانچہ اس زمانے میں شاہ ولی اللہؒ (ف ۱۱۷۷ھ) ان کے صاحبزادگان شاہ عبدالعزیزؒ (ف ۱۲۳۹ھ) شاہ عبدالقادرؒ (ف ۱۲۳۳ھ) شاہ رفیع الدینؒ (ف ۱۲۳۲ھ) اور ان کے پوتے شاہ اسماعیل شہیدؒ (ف ۱۲۴۲ھ)

اور اس خاندان کے دوسرے بہت سے تربیت یافتہ علماء اور صلحاء نے اسلام اور ملت اسلامیہ کی ناقابل فراموش خدمات انجام دی ہیں۔ چنانچہ شاہ عبدالقادرؒ اور شاہ عبدالعزیزؒ کے ایک شاگرد محمد رمضانؒ (ف ۱۲۴۲ھ) ساکن مہم ضلع رہتک کا نام اس سلسلہ میں سرفہرست ہے۔

شاہ محمد رمضانؒ ولد شیخ عبدالعظیم قصبہ مہم ضلع رہتک میں ۱۱۸۳ھ میں پیدا ہوئے۔ دہلی میں تعلیم و تربیت حاصل کی۔

شاہ محمد رمضان مہمی

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ اور شاہ عبدالقادر دہلویؒ سے کسب فیض کیا۔ قادریہ سلسلے میں شاہ عبدالعظیم گیلانیؒ ثم پانی پتی سے بیعت تھے۔ شاہ رمضان اپنے مخلص مریدوں کی معیت میں سال کا بڑا حصہ دوروں میں گزارتے تھے۔ اور ہریانہ، میوات اور سوات کے علاقے میں اصلاح و تبلیغ کے فرائض انجام دیتے تھے۔ چنانچہ تعمیر مساجد، دختر کشی کی موقوفی، سیٹلا

دیوی کی پوجا کا خاتمہ ، زین خاں ، لونا چماری ، ماموں الہ بخش ، شیخ سدو ، اور گوگا پیر کی فرضی ادوارِ خبیثہ سے متنفذ کرنا اور مسلم لباس کو رواج دینا ان کی اصلاحی تحریک کے خاص کارنامے ہیں ۔ انھوں نے مسلم راجپوتوں کو ہندو راجپوتوں سے بالکل علیحدہ کر دیا۔ مصنف نقیب الاولیاء کا بیان ہے :

”ہریانہ ، میوات اور سوتر میں ہزاروں کافر آپ (شاہ رمضان) کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور بلا مبالغہ لاکھوں نے کفر و شرک سے آپ کے ہاتھ پر توبۃ النصوح کی۔“
آخر میں ہم اس علاقے کے ایک دیندار راجپوت حافظ رحمت خان ساکن موٹی کھیڑا کی ایک نظم کے پانچ بند نقل کرتے ہیں جس سے شاہ رمضان کے اصلاحی کارناموں کا اندازہ ہوگا۔

جہان اندر روشنائی خالق سچے بہت دہائی
توہیں نے شرع دی چال سکھائی بھلی خلقت رستہ پائی

کامل کیفیت دین ایمان

حضرت ہادی شاہ رمضان

عین عجائب تیرا سایا جاں دلی وعظ سنایا
ہک فرتنگی دوڑا آیا ترفت ایمان لے آیا

ہور میں کی کراں بیان

حضرت ہادی شاہ رمضان

غور تمکبر والے پیندے جیہڑے خمر پیالے
دیکھ تینوں ہوئے خوش حالے تائب ہو پھڈن بد چالے

تائب تیرے جن و انسان

حضرت ہادی شاہ رمضان

لے نقیب الاولیاء از مظہر احمد فضلی جلد دوم دفتر دوم صفحہ ۷۵ ، بحوالہ آثار الابداد صفحہ ۹۷

لے ہادی ہریانہ (سوانح شاہ رمضان صفحہ ۷۵ ، ۷۶ ، (لاہور ۱۹۷۷ء)

سرخ نگر توں اندر آیا ہک عورت نوں جن دسایا
کسی غافل دے قید نہ آیا سن کسے تیرا نام نسایا

کیہا تیرا ماں من حیوان

حضرت ہادی شاہ رمضان

قصہ سن دھیاں والا قبلِ اولاد اونہاندا چالا
مار دھیاں کردے منہ کالا اوتھے گیوں توں کڑھ کسالا

دیکھ تینوں ہوئے حیران

حضرت ہادی شاہ رمضان

بقول پروفیسر منظور الحق مؤلف آثار الاجداد شاہ رمضان کی اصلاحی تحریک کا آغاز ۱۹۲۵ء میں ہوا۔ اور تقریباً تہائی صدی تک انہوں نے اس کی رہنمائی کی۔ ۸۲۵ء میں وہ حج سے واپس آرہے تھے کہ مندسور میں مقیم ہوئے اور وہاں بوہروں کی ایک جماعت نے شاہ محمد رمضان اور چار ساتھیوں حاجی رحمت خاں، قاضی معین الدین، عبدالقادر اور احمد علی کو شہید کر دیا۔ یہ واقعہ ۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۲۴۴ھ (۱۸ جنوری ۱۸۲۵ء) کو ہوا۔

شاہ محمد رمضان ایک نامور عالم، واعظ، مبلغ، شیخ طریقت ہی نہیں تھے بلکہ مصنف اور شاعر بھی تھے۔ ہریانی زبان میں انہوں نے قابلِ قدر اصلاحی و تبلیغی کتابیں لکھیں جن میں عقائدِ عظیم، آخری گت، ببل باغ نبی، وصیت نامہ وغیرہ خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔

مولوی نور محمد جو یا یا جوڑا قبیلہ کے رکن تھے۔ تورانیہ کے رہنے والے تھے مگر بیکھر میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ رام پور میں علوم متداولہ کی تحقیق کی تھی۔

شاہ محمد رمضان کے مرید تھے۔ مگر بعد کو وحدۃ الوجود کے مسئلہ پر اختلاف کی وجہ سے وہ شاہ محمد رمضان کی تکفیر کرنے لگے۔ اور انھوں نے ان کے رد میں شہباز شریعت کتاب لکھی۔ اس اختلاف نے یہاں تک شدت اختیار کی کہ شاہ عبدالعزیز دہلوی کو فیصلہ صادر کرنا پڑا۔

مولوی نور محمد نے بھی اس علاقہ میں اصلاح و تبلیغ کا کام خوب انجام دیا۔ پروفیسر منظور الحق صدیقی لکھتے ہیں :

”لیکن اس ایک مخالفت سے مولوی نور محمد صاحب کے تمام کام پر پانی نہیں پھرتا۔ اس محترم شخصیت نے ضلع حصار کی تحصیل فتح آباد میں لوگوں کو عامل شرع بنانے کے لیے بڑا قابل قدر کام کیا۔ ایک لحاظ سے ان کے کام کو بھی حضرت شاہ محمد رمضان کی تحریک کا متمم سمجھنا چاہیے۔ اس تحریک نے لوگوں کو اصلاحی کام کی ضرورت محسوس کرائی۔ اور مولوی نور محمد صاحب نے تو تربیت ہی حضرت شاہ صاحب مہمی کے حلقہ درویشاں میں پائی تھی“ لہ

محمد اسماعیل مہمی | شاہ محمد رمضان کے پھوٹے بھائی تھے۔ سن ۱۲۸۶ھ میں کاہنور ضلع رتھک میں پیدا ہوئے۔ متداولہ تعلیم کے بعد علم طب کی تحصیل کی۔ شعر و شاعری کا بھی ذوق تھا۔ وہ شاہ غلام جیلانی رتھکی کے خلیفہ تھے۔ ان کے ذریعہ سے بھی میوات میں اصلاح و تبلیغ کا کام ہوا۔ ان کے خاص خلیفہ حضرت راج شاہ میواتی تھے، جن کا تفصیلی ذکر آگے آ رہا ہے۔

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں ایک بیٹے بابر ولد پتر چند کی خبری پر ان کو پھانسی دیدی گئی۔ (۲۸ جمادی الاخری ۱۲۷۴ھ) لہ

مولانا محبوب علی دہلوی | شاہ رمضان کے بعد شاہ عبدالعزیز کے ایک دوسرے نامور شاگرد مولانا محبوب علی دہلوی نے میواتوں میں تبلیغ کا کام کیا۔ وہ اپنے زمانے کے نامور عالم و فاضل تھے۔ مولانا محبوب علی بن مصاحب علی بن حسن علی خاں سن ۱۲۸۵ھ میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ شاہ عبدالعزیز کے ارشد تلامذہ میں تھے۔ ان کے متعلق مولوی عبدالقادر لکھتے ہیں :

”ان کی توجہ زیادہ تر حدیث اور تفسیر پر ہے اور ان کی ہمت حتی المقدور علم کے

مطابق عمل میں مصروف ہے۔ ہر معاملہ میں ذہن رسا اور فکر درست رکھتے ہیں۔ طرز مباحثہ اور طریق مناظرہ کو مختصر تقریر میں عمدہ ادا کر دیتے ہیں۔ سرسید احمد خاں رقمطراز ہیں:

”علم حدیث و فقہ میں اقران و امثال سے بیش جہاں دیدہ و سفر کردہ، تحصیل علوم عقلیہ و نقلیہ کی جناب مولوی شاہ عبدالعزیز دہلوی کے خاندان رفیع الارکان سے کی۔ ان فنون میں ایسی جہارت رکھتے تھے کہ مسائل جزئیہ مثل لوح محفوظ ان کے تختہ حافظہ پر منقوش ہیں۔“

مولوی عبدالقادر نے ”مصرفیت عمل“ اور سرسید احمد خاں نے ”سفر کردہ“ سے ممکن ہے ان کی تبلیغی سرگرمیوں کی طرف ہی اشارہ کیا ہو۔ مولانا محبوب علی کا ۱۸۶۷ء میں انتقال ہوا۔ وہ صاحب تصانیف تھے۔ ان کے تین رسالے اختصار الصیانتہ، صیانتہ الایمان اور رسالہ در بیان عدم جواز رفع سبابہ ہماری نظر سے گزرے ہیں۔ مولانا محبوب علی کی تبلیغی سرگرمیوں کے سلسلے میں مؤلف تاریخ میوات لکھتے ہیں:

”مولانا محبوب علی زبردست فاضل، غازی، متشرع عالم تھے، غدر سے پہلے آپ میوات میں تشریف لائے۔ آپ کی تبلیغ کا طریقہ بھی نہر لا تھا۔ جوان جاہل اکھڑ میواتیوں کو گرویدہ کر لیا کرتا تھا۔ پہلی کرایہ کر کے گاؤں گاؤں دورہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ ہی کے وعظ و نصیحت سے میوات میں صوم و صلوة کا رواج ہوا اور مسجد تعمیر ہونے لگیں ورنہ قبل اس کے مسجد بنانے کا دستور نہ تھا۔ آپ نے تاریخ میوات لکھنے کا بھی اہتمام کیا تھا۔ مگر ناتمام رہا۔ مولوی عبداللہ خان میواتی سکنا ساکس سے ہم کو آپ کے بعض قلمی مسودے ملے تھے۔ جن سے ہم نے اس تاریخ میں استفادہ کیا ہے۔“

اسی زمانے میں دو میوات الاصل بزرگوں نے بھی تبلیغ کے فرائض انجام دیئے جن میں ایک میاں راج شاہ تھے جو ایک صوفی اور مرتاض بزرگ تھے۔ ان کے بیعت و ارشاد کا سلسلہ میرٹھ، بلند شہر، مراد آباد اور پنجاب تک پھیلا ہوا تھا

ان کے متعلق مؤلف تاریخ میوات لکھتے ہیں :

”بڑے بڑے سرکش میواتی، شرابی، مشرک، بدعتی، فاسق، بے دین آپ کے پاس آیا کرتے تھے مگر آپ کو دیکھتے ہی کلام سن کر ایسے گرویدہ ہوتے کہ تمام صغائر بگڑا کر سبے تائب ہو کر کچے صوفی راہ سلوک پر چلنے والے بن جاتے۔“

میاں راج شاہ کا شجرہ نسب اس طرح ہے :-

”راج خان ولد سمیع خان ولد عظمت خان ولد روپ چند ولد شمو ولد ترنا ولد پہاڑ“

وہ موضع سوندہ تحصیل نوح ضلع گڑگاؤں کے رہنے والے تھے۔ مولوی محمد اسماعیل مہمی کے مرید و خلیفہ تھے۔ چالیس سال جمعہ کی نماز بلا ناغہ دہلی میں پڑھی۔ شاہ عبدالعزیز اور شاہ محمد اسحاق دہلوی کے وعظ میں خاص طور سے شرکت فرماتے تھے۔ تمام مسائل عقل و نقل مستحضر تھے۔ نذیر احمد دیوبندی لکھتے ہیں :

”تمام ملک میوات آپ کا مطیع و منقاد تھا۔ فیض آپ کا وہ تھا کہ قریب پچاس ہزار آدمیوں کے آپ سے مستفید ہوئے۔ خصوصاً پانچ خلیفہ تو آپ کے بہت مشہور و معروف ہیں۔ اول خلیفہ غازی الدین شاہ کہ ریاست بھرت پور و دھول پور و قرب و جوار مثل ریاست قرلی و اکبر پور وغیرہ میں ہزار ہا اشخاص ان سے مستفیض ہوئے۔ دوسرے خلیفہ چھوٹے شاہ صاحب کہ جن سے ضلع مراد آباد و ضلع میرٹھ وغیرہ میں ہزار ہا انسان انسان ہو گئے اور بقوت جذبی و کمائی، امروزہ دوبارہ بستی افغانان میں عقد ثانی جاری کرادیا۔“

۸ رمضان ۱۳۳۷ھ کو میاں راج شاہ کا انتقال ہوا۔ عمر سو سال کے قریب ہوئی۔ سوندہ میں دفن ہوئے۔

۱۔ تاریخ میوات صفحہ ۹۲ ۲۔ آثار الاعداد صفحہ ۱۱۹

۳۔ تذکرۃ العابدین امداد العارفین از نذیر احمد دیوبندی صفحہ ۱۹۲ (دہلی ۱۳۳۳ھ)

(علامہ مصطفیٰ قاسمی نے منظرِ عین علیہ السلام پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے ”علامہ مصطفیٰ قاسمی نے منظرِ عین علیہ السلام پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے“)